

شعر میں خوبی یہ ہے کہ آگ جتنی بھڑکے گی، دھواں اس سے دُور ہی جائے گا۔ یہ مضمون مرزا ایک اور جگہ بھی باندھ چکے ہیں۔

سایہ میرا مجھ سے مثل دُود بھاگے ہے آس
پاس مجھ آتش بجاں کے کس کے بھڑا جائے ہے

۴۔ **شرح :** خدا نہ کرے کہ محبوب عاشقوں کے غم میں بناؤ سنگار چھوڑ کر سادگی اختیار کرے۔ میں مر گیا اور میرے غم میں محبوب نے بناؤ سنگار چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آئینہ دیکھنے کی ضرورت نہ رہی ہے، کیونکہ اس کی ضرورت بہر حال بناؤ سنگار ہی کے لیے ہوتی ہے۔ گویا خانہ آئینہ ویران ہو گیا اور اس کا سبب میں بنا۔ اے خدا! اتنی مہربانی کر کہ عاشقوں کا غم محبوبوں کو اس درجہ پریشان نہ کرے۔

۵۔ **شرح :** میرے پاؤں چھالوں سے بھرے ہوئے تھے اور میں نے صحراے جنوں میں چلنا شروع کر دیا۔ اس کی پگ ڈنڈی میرے چھالوں کے لیے دھاگہ بن گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ چھالے موتی ہیں اور پگ ڈنڈی کے دھاگے نے انھیں موتیوں کی لڑی بنا دیا ہے۔ پھر موتیوں کے برعکس چھالوں میں پیش اور حرارت ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چراغاں کی طرح جل اٹھے۔ گویا چھالوں نے صحراے جنوں کے راستے کی بدولت رشتہ گوہر کی صورت بھی اختیار کی اور چراغاں کی بھی۔

۶۔ **لغات :** ہو جو : ہو جیو، ہو جائے۔

شرح : خدا کرے، بیخودی میرے لیے فراغت اور راحت و سکون کی تمہید کا بستر بنی رہے۔ میرا شہستان سایے کی طرح مجھ سے بھرا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ میں بیخودی کی بدولت اپنی آرام گاہ میں بے حس و حرکت پڑا ہوں، خدا کرے، میری یہ بیخودی اسی طرح میرے لیے راحت و آسائش کا سامان بنی رہے! اگر بیخودی نہ ہو تو نتیجہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ میں جگہ جگہ